وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً

ترجمہ: اور عورتوں کے ہر خوشدلی سے ادا کرو (سورۃ النساء)

اسلام میں عورت کا حق مہر

ویمن کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون نمبر:042-5419520

تعارف

نکاح عورت مرد کے درمیان وہ مقدس رشتہ اور بندھن ہے جو خاندانی نظام کی بنیاد ہے۔ عورت اور مرد کا عاقل و بالغ ہونا، دونوں کی پشت پر خاندان کا ہونا اور پھر اس معاہدے کے وقت دونوں فریقین کی حیثیت کے مطابق "حق مہر" کا مقرر ہونا نہ صرف نکاح کی بنیادی شرط ہے بلکہ اس کو بابرکت بناتا ہے۔

یہ عورت کا قانونی حق اور مرد کا فرض ہے۔لیکن ہمارے معاشرے میں اس مسئلے کو بھی فرض جان کر فوری ادا کرنے کی بجائے تساہل اور پھر بالآخر مرد عورت کی علیحدگی کے ساتھ مشروط کیا جاتا ہے۔ادا کرنے کی حیثیت کے باوجود معاف کروانے کی رسم کو رواج دیا گیا۔ اپنے معاشرتی تحفظات کے تحت انتہائی قلیل یا کثیر رقم باندھ کر حق مہر کی شرعی حیثیت کومتنازع مسائل کی صف میں لا کھڑا کیا۔کثیر رقم قابل ادائیگی نہ تھی اور چند روپے بہر حال آج کے دور میں عورت کی عزت و وقار اور حیثیت کو متاثر کرتے ہیں۔ نکاح کے موقع پر لباس، زیورات اور منہ دکھائی تو اہم ہے لیکن حق مہر سے غفلت عام ہے جب کہ عورت کو اس کا قانونی حق موقع پر ہی ادا کرے۔ہم عورت کے حقوق کی ادائیگی کے علمبردار بن سکتے ہیں۔

ہمارے کتابچے کا مقصد عورت کو اس کا قانونی حق اور مسلم معاشرے کو اس کی حیثیت اور حقوق تسلیم

کرنے کیلئے آگہی دیتا ہے۔

کمیشن اسلام آباد دفتر نے محترم ڈاکٹر انیس احمد صاحب کو اس لیکچر کے لئے دعوت دی اور محترمہ خدیجۃ الکبریٰ نے اس کو مرتب کیا ہے

اللہ تعالی مسلمان معاشرے کی تشکیل میں ہماری کوششوں کو بار آور کرے (آمین)

کنوینر

عافیہ سرور

اسلام میں عورت کا مہر

حق مہر ایک ایسا موضوع ہے جو آج کے دور میں جب کہ خواتین کی آزادی اور ان کے بنیادی حقوق کی بات بڑی کثرت سے کی جاتی ہے، غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ حق مہر پر جاننے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اسلام میں نکاح اور خاندانی نظام کی حیثیت کیا ہے اللہ تعالی نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر یہ بات فرمائی ہے کہ اللہ تعالی نے اس دنیا کے نظام کو چلانے کیلئے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کے نفس سے ایک زوج کو بنایا اور ان دونوں پر فرض کر دیا کہ وہ ایک ضابطہ حیات کے تحت اس دنیا میں رہتے ہوئے نیکی و بھلائی کے ساتھ اور معروف طریقے سے زندگی گزاریں اور ایک ایسا خاندان اور معاشرہ پیدا کریں جس میں بھلائی اور معروف کا راج ہو۔سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

ترجمہ: (لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کو جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو۔اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو)

قرآن کریم کے اس حکم کو سنت سے بھی تقویت ملتی ہے۔آنحضو ﷺ کا ارشاد گرائی ہے۔

النکاح من سنتی فمن رغبت من ستی فلیس منی

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے۔جو کوئی اس سے رغبت نہیں رکھتا وہ مجھ میں سے نہیں

گویا رشتہ ازدواج کو ایک مقدس اور اعلیٰ رشتے کی حیثیت سے قرآن کریم اور سیرت مطہرہ نے قائم کیا ہے۔ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تحفظ ایمان اور تکمیل ایمان کیلئے نکاح کا کرنا ضروری ہے۔گویا خاندانی زندگی اسلام کی نگاہ میں ایک سنجیدہ معاملہ ہے میں ایک وقتی شکل نہیں ہے کہ جب چاہا رشتہ قائم کرلیا اور جب چاہا اس کو توڑ دیا بلکہ یہ ایک مستقل نوعیت کا تعلق ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم نے مہر کا تصور پیش کیا ہے اور مہر کو نکاح کی شرائط میں سے بنیادی شرط قرار دیا ہے اور اس شرط کو اس عورت کو نکاح میں لینے کی قیمت سے تعبیر نہیں کیا بلکہ اس کے لیے صدقہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔قرآن پاک کے الفاظ یوں ہیں

وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً

عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض سمجھتے ہوئے) ادا کرو۔

اس آیت میں دو اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں جن کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

(صدقہ) (نحلۃ)

نحلہ عربی میں عطیہ یاہدیہ کو کہتے ہیں۔

صدقہ لفظ صدق یا صداق سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اخلاص ومحبت ، دوستی اور کسی اچھے کے گمان کی بناپر پورا اترنے کی کوشش یا آزمائش میں سچا ثابت ہونا۔

ہمارے ہاں صدقے کی اصطلاح کو غلط استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کسی مشکل سے بچنے کے عوض کوئی چیز اللہ کی راہ میں دینا۔ حالانکہ قرآن کریم کے مطابق صدقہ ایک اخلاص اور محبت کی علامت ہے جو ایک فرد کیلئے دوسرے کے دل میں پائی جاتی ہے۔

مہر کے بارے میں فقہا کی آراء۔

ملاّجیون کہتے ہیں کہ" شوہر کے دعویٰ محبت میں سچاہونے کی دلیل ہے۔"

امام قرجیؒ کے نزدیک یہ اللہ تعالی کی جانب سے عورت کیلئے ایک عطیہ ہے۔

اسلام میں مہر کی حیثیت

قرآن کریم کے نزدیک مہر عورت کا ایک قانونی حق ہے۔اور قانونی حق اس حق کو کہا جاتا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔لہذا عورت کی طرف سے اس کا مطالبہ کوئی دنیوی طلب نہیں ہے بلکہ قرآن اور سنت کی طرف سے اس کو عطا کردہ حق کا جائز مطالبہ ہے۔

مہر کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے اگر کسی شخص کے پاس اتنی قدرت نہیں ہے کہ ایک بڑی رقم مہر کی مد میں ادا کر سکے تو اس کی استطاعت کے مطابق مہر متعین کیا جا سکتا ہے چنانچہ رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "لوہے کی ایک انگوٹھی یا ایک لباس، حتیٰ کہ مٹھی بھر گندم مہر میں دے کر اپنے نکاح کو حلال کر لیں۔"

اس کے ساتھ ساتھ رسول ﷺ کے ارشادات سے بھی معلوم ہوتا ہے محض انگوٹھی یا بہت زیادہ مقدار میں مہر ادا کر کے ہی ایک عورت کسی مرد کے نکاح میں نہیں چلی جائے گی بلکہ اس عورت کی خوشی رضامندی اور اس کو قبول کرنا ضروری ہے۔ اب یہ عورت کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو ایک انگوٹھی یا ایک لباس کو حق مہر کے طور پر قبول کرلے اور اگر نہ چاہے تو بے شک کئی کلو سونا بھی قبول نہ کرے۔مہر کو قبول کرنا یا نہ کرنا عورت کا قانونی حق ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر خاندانی زندگی قائم کر لینا گویا یوں ہے جیسے حرام کا ارتکاب کیا جارہا ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ شریعت کی نگاہ میں یہ ایک قطعی حکم ہے اس کا تعلق کسی کلچر یا رواج سے نہیں ہے کہ حالات کے مطابق اس میں تبدیلی لائی جا سکے۔ امام ابن رشد نے اپنی مشہور کتاب "بدایۃ المجتہد "میں نکاح کے صحیح ہونے کی جو شرائط لکھی ہیں ان میں سے ایک شرط مہر ہے۔اس طرح حافظ ابن حجر العسقلانی ایک مشہور شارح حدیث کہتے ہیں۔

"اس کے (مہر) کے بغیر تعلق قائم کرنا حرام ہے چاہے ایک عورت اپنے آپ کو بخوشی کسی کے حوالے کردے یعنی اس کا حوالے کرنا، اس کو جائز نہیں کر دیتا بلکہ مہر کی ادائیگی اس تعلق کو حلال کرتی ہے ورنہ وہ تعلق حرام ہے۔"

مہر کی ادائیگی ایک معاشرتی اور ساری پہلو

یہ اس بات کا اظہار ہے کہ جس فرد کی طلب اور خواہش کی جارہی ہے۔اس کی اہمیت اور چاہے جانے کے اظہارکے طور پر ایک تحفہ دیا جاتا ہے۔جس سے اس کو یقین ہو جائے کہ وہ ایک Welcome کی جانے والی ہستی ہے۔ایسا نہیں ہے کہ اسے ایک مجبوری کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

مہر شرعی اور اس کا صحیح مفہوم

مہر شرعی کے 30 یا 35 روپے ہونے کا مفہوم ہمارا اپنا خود ساختہ تصور ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک مصنوعی تقوی کا بیان ہے۔اسلام میں حق مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔صحابہ کرامؓ کے طرز عمل سے معلوم ہوتا کہ وہ چارسو درہم یادس دقیہ دیا کرتے تھے لیکن اس کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق دین کو (الدین یسر) کہا گیا ہے کہ دین آسانی کا نام ہے اسلام یہ چاہتا ہے کہ دین کے معاملات میں آسانی ہو۔اسلای فقہاء کی خواہش تھی کہ مہر کی ایک کم سے کم مقدار مقرر کر دی جائے جو کہ ایک فرد کیلئے ادا کرنا دقت کا باعث نہ ہو اور وہ مہر کی وجہ سے نکاح سے دور نہ ر ہے۔

اسلام نے نکاح کو ایک حصار اور حصان کی اصطلاحات سے تعبیر کیا ہے۔ان سے مراد یہ ہے کہ نکاح کر لینے بعد انسان کی زندگی ایسے ہے کہ جیسے وہ ایک محفوظ قلعے میں

زندگی گزار رہا ہے۔قلعہ عام طور ایک محفوظ مکان کو کہا جاتا ہے جس میں انسان دشمن کے خطرات سے بچ سکے۔اس لیے اسلام نے نکاح کو لفظ حسان سے تعبیر کیا ہے کہ جس میں داخل ہو کر دونوں افراد اپنے آپ کو ان تمام شیطانی فتنوں سے محفوظ کر سکتے ہیں جو عام حالات میں ایک شخص کو پریشان کرتا ہے۔

اگر بہت زیادہ مقدار میں حق مہر مقرر کروایا جائے تو یہ اس قلعے کی تعبیر میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہو گا اور انسان شیطانی وسوسوں کا بآسانی شکار ہو جائے گا۔

مہر انسان کو اپنی استطاعت اور استعداد کے مطابق ادا کرنا چاہیے۔ اگر روز مرہ زندگی میں ایک شخص اچھا رہن سہن اختیار کرتا ہے تو مہر بھی اسی کی مناسبت سے ہی اچھا ادا کرنا چاہئے۔اسلام میں حق مہر کی تھوڑی مقدار کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے حق مہر کی مقدار مقرر کرنا چاہی اور ان کا خیال تھا کہ کم از کم چارسو درہم مقرر کردی جائے۔چارسو درہم کی مقدار کا تعین اسی بناہ پر کیا گیا تھا کہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی شادیوں میں بالعموم یہ مقدار اختیار کی تھی۔قرآن پاک کا بھی ارشاد ہے کہ تم ان سے معروف طریقے سے رہو۔معروف سے مراد صرف اچھائی ہے بلکہ وہ چیز ہے جو کہ رائج ہے۔اسی بنا پر معروف اس زمانے میں یہ تھا کہ جو تم مہر کے طور پر دی جائے گی وہ کم از کم چارسو درہم ہو گی۔

حضرت عمرؓ جب یہ بات کر ہی رہے تھے تو ایک خاتون نے کھڑے ہو کر کہا "اے عمر جس چیز کو اللہ تعالی نے اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے جائز قرار دیا ہے تم اسے کیسے حرام قرار دے سکتے ہو۔"

اس خاتون نے یہ بات سورۃ النساء کی آیت نمبر 20 کی بنیاد پر کہی تھی کہ" اگر ایک عورت چھوڑکر دوسری عورت کرنی چاہو تو یہی عورت کو اگر چہ بہت مال دے چکے ہوتو واپس نہ لو۔"

آیت میں **قنطار** کا لفظ استعمال ہوتا ہے **قنطار** عربی میں ڈھیر کو کہتے ہیں۔ڈھیر سونے اور جواہرات کا بھی ہوسکتاہے

عورت کو دیئے گئے اس حق کو حضرت عمرؓ حرام قرار نہیں دے سکتے تھے جس وجہ سے عورت نے ان کی تصحیح کی۔حضرت عمرؓ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ عورت سچ کہہ رہی ہے اور عمر غلطی پر تھا۔

اس سے ثابت یہ ہوا کہ مہر کی مقدار کے حوالے سے جو بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ انتہائی حقیر سی رقم ہونی چاہیے تاکہ خاکساری کا اظہار کیا جا سکے ، درست نہیں ہے۔اور نہ ہی اسلام میں اس کی کوئی بنیاد ہے۔

مہر کے بعد کیا خاتون شوہر کی ملکیت تصور کی جائے گی؟

ہر ایک ایسانہ ہے جو ایک خاتون کو خودمختار ہستی تسلیم کرتے ہوئے اسے دیا جاتا ہے۔ یہ کسی چیز کا معاوضہ نہیں ہوتا ۔جہاں تک سوال استفادے کا ہے تو فائدہ شوہر اور بیوی دونوں حاصل کرتے ہیں۔لہذا مہر کو بیوی کا معاوضہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔بلکہ یہ ایک

Legalاور Social requirement ہے۔ جس کے بغیر نکاح حلال ہی نہیں ہے۔مہر مال کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے اور coin کی شکل میں بھی اور علم کی شکل میں بھی اور Profession کی شکل میں بھی۔حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ایک مرتبہ ایک خاتون آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے آپ کو آپ کے نکاح کیلئے پیش کرتی ہوں۔آپ ﷺنے سکوت فرمایا اور اس کے بعد دوبارہ اس خاتون نے کہا اور بیٹھ گئی۔اس پر ایک اور صحابی نے کہا کہ اگر آپ ﷺاس کی طرف راغب نہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس سے نکاح کر لوں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم مہر میں اس کو کیا دو گے۔انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔آپ ﷺنے فرمایا کہ تم گھر جاؤ اور جا کر دیکھو کہ گھر میں کیا ہے جو تم اس کو دے سکتے ہو۔وہ صحابی واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ گھر میں سوائے اس لباس کے جو میں نے پہنا ہوا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں قرآن پڑھنا آتا ہے تم اسے قرآن پڑھنا سکھا دو،یہی تمہارا مہر ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مہر صرف مال کی صورت میں ہی نہیں بلکہ کوئی فن یاProfession کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہ لے لیا جائے کہ صرف فن سکھا دینا ہی کافی ہے اور بال دینے کی ضرورت نہیں تو یہ بھی حدیث کا غلط مفہوم اخذ کرنا ہوگا بلکہ یہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب اس کے پاس کوئی اور چیز دینے کیلئے نہ ہو۔

مہر کے سلسلے میں یہ بھی واضح تعلیمات موجود ہیں کہ اگر خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو بھی مہر کی ادائیگی لازم ہے اسی طرح اگر کوئی شوہر نکاح کے بعد اور خلوت صحیحہ سے پہلے مر جائے تو عورت کو اس کا مہر دیا جائے گا۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک شخص آیا کہ ایک شخص نکاح کے بعد اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے مر گیا۔اب اس کی بیوی کے ساتھ کیا کیا جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ابھی تم جاؤ میں ذرا غور کروں گا تم کسی اور وقت آنا، وہ ایک ماہ بعد دوبارہ آیا ، آپؓ نے پھر یہی فرمایا۔پھر جب وہ تیسری بار آیا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میری عقل یہ کہتی ہے کہ اسے مہر مثل دیا جائے گا، وہ عدت پوری کرے گی اور میراث پائے گی۔اس پر ایک صحابی حضرت معقلؓ نے فرمایا کہ یہ بات جو تم کہتے ہو، میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر بہر صورت ادا کیا جانا چاہئے۔مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اگر مہر کا تعین نہ کیا گیا ہو اور صرف یہ کہا جائے کہ مہر دیا جائے گا اور یہ نہ کہا جائے کہ کتنا دیا جائے گا تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس خاتون کو قریبی رشتہ دار جیسے والدہ، خالہ، پھوپھو، بہن وغیرہ کو جس مقدار میں مہر دیا گیا ہے اور جو معاشرے میں رائج ہے، اتنی رقم بطور مہر اس کو ادا کی جائے گی۔

یہ دونوں صورتوں میں ہو گا مطلقہ ہونے کی اور بیوہ ہونے کی صورت میں بھی۔